اسلامی روایات اور ان کا تحفظ

مقالہ سویم

تعدد ازدواج

از جناب پروفیسر سید محمد جمیل صاحب واسطی ایم اے (کینٹب)

اس باب میں کثیر الازدواجی کے مضمون پر بحث کی گئی ہے، جس سے مراد ایک مرد کا کئی عورتوں سے جنسی تعلق رکھنا ہے۔ ایک عورت کے کئی مردوں سے جنسی تعلق رکھنے کے لئے ان مقالوں میں پولی اینڈری (Polyandry) کا انگریزی لفظ بطور اصطلاح استعمال کیا گیا ہے۔

اس مقالہ میں مضمون زیرِ بحث کثیر الازدواجی ہے، پولی اینڈری نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام میں پولی اینڈری حرام ہے اور کثیر الازدواجی کی اجازت ہے۔ اس لئے اسلام پر مغربی مصنفین کے حملے کثیر الازدواجی کے جواز کی بنا پر ہی ہوتے رہے ہیں۔

ہندوستانی تاریخ میں دروپدی کا واقعہ پولی اینڈری کی مشہور مثال ہے۔ گلگت اور تبت کے بدھوں اور مالابار کے نائر لوگوں میں یہ رسم اب بھی رائج ہے۔ ظاہر ہے کہ قدیم زمانہ سے چلی آئی ہے۔ دروپدی پانچ پانڈوؤں سے بیاہی نہ جا سکتی اگر یہ اس زمانہ کا عام رواج نہ ہوتا۔ ڈارلنگ "پنجاب پیزنٹ" یعنی "پنجابی کسان" میں بھی پنجاب کی ایک جاہل غیر مسلم قوم میں اس رسم کے مروج ہونے کا ذکر کرتا ہے۔

کثیر الازدواجی ہر مذہب میں جائز ہے۔ اس ضمن میں انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں پولی گامی (Polygamy) یعنی کثیر الازدواجی کے مضمون پر جو آرٹیکل ہے اس کا مطالعہ کر لینا چاہیئے۔

ہندوستان کی تاریخ میں راجہ دسرتھ کی بیویوں کے جھگڑوں سے ہم خوب واقف ہیں۔ پندرہویں صدی عیسوی میں ریاست وجیا نگر دکن کے حاکم دیو راجہ ثانی کی بارہ ہزار بیویاں تھیں جن میں سے دو تین ہزار کے قریب اس کے ساتھ مرنے کے بعد آگ میں زندہ جلائی گئیں۔ ؎ل

ظاہر ہے کہ راجہ دسرتھ اور دیو راجہ کے درمیان کثیر الازدواجی کی ایک دراز اور مسلمہ روایت ہے۔ اور یہ رسم ہندوؤں میں آج بھی رائج ہے۔ ۱۹۰۱ء کی ہندوستان کی مردم شماری میں ہر ایک ہزار ہندو آبادی میں آٹھ خاندانوں میں کثیر الازدواجی رائج تھی۔ مسلمانوں میں کثیر الازدواجی کی مثالیں اس سے بھی کم ملتی ہیں۔ کیونکہ ہر مردم شماری میں ہندوؤں میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوتی ہے اور مسلمانوں میں یہ تفاوت نہیں پایا جاتا۔ لہذا کثیر الازدواجی مسلمانوں میں عملاً بہت کم ہے۔

اسلام میں کثیر الازدواجی کی محض اجازت ہے۔ کثیر الازدواجی کا حکم نہیں ہے، اگر آپ ایک مرد سے ایک ہی بیوی کے تعلق رکھنے کو اعلیٰ ترین ازدواجی زندگی خیال کرتے ہیں تو بھی آپ اچھے اور سچے مسلمان رہ سکتے ہیں۔ یہ غلط ہے کہ تمام مسلمان چار بیویاں بیاہتے ہیں۔ اگر تمام مسلمان مرد چار بیویاں کریں تو دنیائے اسلام میں عورتوں کی تعداد مردوں سے قریباً چار گنا ہونی چاہئے، لیکن یہ نہیں ہے۔ تمام اسلامی ممالک کے اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ عام طور پر نصف آبادی مردوں اور نصف عورتوں پر مشتمل ہے۔ لہذا عملاً کثیر الازدواجی مسلمانوں میں شاذ امر ہے اور غیر معمولی حالات میں یہ اجازت مفید ہوتی ہے۔ البتہ غیر مسلموں میں مثلاً عیسائی ممالک میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے اور پردہ رائج نہیں ہے۔ لہذا باوجود اس کے کہ وہاں ایک سے زیادہ بیوی کرنے کی قانوناً ممانعت ہے۔ عملاً جیسا کہ پچھلے باب میں اعداد و شمار سے ظاہر کیا گیا ہے۔ کثیر الازدواجی و پولی اینڈری دونوں ہی رائج ہیں۔

؎ل Oxford History of India by Vincent Smith Page 308.

مگر اسلام میں کثیر الازدواجی کی اجازت ضرور ہے، جیسا کہ یہودیت اور عیسائیت میں بھی ہے۔ اور یہ رواج اسلام نے یہودیت اور عیسائیت سے ہی ورثہ میں لیا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ یہودیت اور عیسائیت میں بیویوں کی تعداد مقرر نہیں کی گئی۔ اس لئے چار سے زیادہ بیویوں کو نکاح میں لانا یہودیت اور عیسائیت میں جائز ہے۔ اسلام میں کثیر الازدواجی کی اجازت کو صرف چار بیویوں تک محدود کیا گیا ہے۔

عیسائی اور یہودی بائبل کے پرانے عہد نامہ کو اپنی مقدس کتاب مانتے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ، یعقوبؑ، داودؑ، سلیمانؑ کو اللہ کے مقدس نبی مانتے ہیں، یہ سب پیغمبر ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کی سارہؑ و ہاجرہؑ دو بیویاں تھیں۔ حضرت یعقوبؑ نے پہلے دو بیویوں سے اور اس کے بعد ان کی دو لونڈیوں سے شادی کی۔ حضرت موسیٰؑ کا قانون یہودیوں کے لئے خدائی حکم کی حیثیت رکھتا ہے لیکن حضرت موسیٰؑ نے کہیں بھی کثیر الازدواجی کی مذمت نہیں کی۔

حضرت داودؑ کی آٹھ بیویوں کے نام بائبل میں درج ہیں۔ حضرت داودؑ اور سلیمان علیہم السلام نے سینکڑوں بیویوں سے شادی کی۔ حضرت سلیمانؑ سات سو بیویاں اور تین سو لونڈیاں رکھتے تھے۔ ان نبیوں میں سے پہلی بیوی کی اولاد کے سوا باقی بیویوں کے بچوں کو کتاب مقدس میں ناجائز قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ حضرت سلیمانؑ کا خدا کی جانب سے نبی منتخب ہونا حالانکہ وہ پہلی نہیں بلکہ بعد کی بیاہی ہوئی بیوی کے چھوٹے لڑکے تھے۔ اس بات کی بین دلیل ہے کہ خدا کا حکم ان کے والد داؤد علیہ السلام کی کثیر الازدواجی کے حق میں تھا۔ اور خدا کے نزدیک پہلی شادی کے علاوہ دوسری شادیاں بھی ہر لحاظ سے حقیقی اور مذہبی نکاح کی حیثیت رکھتی تھیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہی مقدس پیغمبروں کی نسل میں سے تھے۔ اور انہی پیغمبروں سے نسلی و روحانی تعلق رکھتے تھے۔ اور انہی کی طرح خدا کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔

غرض یہودیوں میں کثیر الازدواجی رائج تھی۔ اور یہودیوں اور عیسائیوں کے مقدس

پیغمبر ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے تھے۔ عیسائی بیان کے مطابق حضرت عیسیٰؑ اپنی اخلاقی تعلیم اور صاف گوئی کی وجہ سے مصلوب ہوئے۔ اگر وہ کثیر الازدواجی کو ناجائز اور خدا کی لعنتوں میں سے خیال کرتے تو یہ ناممکن ہے کہ وہ صاف گوئی سے کام نہ لیتے۔ لیکن حضرت عیسیٰؑ نے ایک دفعہ بھی نئے عہد نامے میں اس عبرانی روایت کو منسوخ نہیں کیا۔ مقدس ڈومی نیکن عیسائی راہب کامپ نیلا سنہ ۱۶۰۲ء میں اپنی کتاب "کیوی ٹاس سولس" یعنی شہر خورشید" میں جس کا لاطینی سے انگریزی میں ترجمہ ٹیوڈر پبلشنگ کمپنی نیویارک نے شائع کیا ہے فرماتے ہیں

"مقدس رومی کلیمنٹ کی روایت کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں نے اپنے مال و دولت کی طرح اپنی بیویوں کو بھی بہم کر لیا تھا" (ص ۲۹۴)

مگر عہد نامۂ جدید سے حضرت عیسیٰؑ کا کوئی حکم اس حالتِ ازدواجی کے جواز میں بھی نہیں پایا جاتا۔ پیٹر ہین، مارٹن لوتھر کی سوانح عمری کی دوسری جلد میں مارٹن لوتھر کا یہ فقرہ تحریر فرماتے ہیں

"میں تسلیم کرتا ہوں کہ اگر ایک شخص ایک سے زیادہ بیویاں بیاہنا چاہے تو میں اس کو منع نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کا یہ فعل انجیل مقدس کے احکام کے خلاف ہوگا"

مارٹن لوتھر عبرانی و یونانی و لاطینی زبانوں کے فاضل تھے اور پراٹسٹنٹ عیسائیت کے بانی ہیں۔ اور انھوں نے ایک جرمن امیر فلپ ہیس کو دوسری بیوی بیاہنے کی اجازت دی۔ اسی طرح انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مضمون پولی گامی Polygamy میں صاف درج ہے کہ کثیر الازدواجی انجیل کے احکام کے خلاف نہیں ہے۔

مارٹن لوتھر کی رائے عیسائیت کی ایک دراز روایت سے منسلک ہے، عیسائی عمل اور عقیدہ کثیر الازدواجی کو ناجائز قرار نہیں دیتا۔ پوپ گری گوری اپنے ایک خط میں سنہ ۷۲۶ء میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اگر ایک بیوی ایسی بیمار ہو کہ وہ شادی کے تعلقات کے فرائض انجام نہ دے سکے تو اس کا خاوند ایک اور بیوی بیاہ سکتا ہے"

سینٹ آگسٹائن کثیر الازدواجی کو جائز قرار دیتے ہیں ان کے خیال میں اگر ایک ملک کا رواج اجازت دے تو کثیر الازدواجی کوئی جرم نہیں۔ پوپ کلیمنٹ ہفتم نے کئی عیسائیوں کو دوسری شادی کی اجازت دی۔ جان ملٹن مشہور شاعر عبرانی یونانی ولاطینی کا فاضل تھا۔ اپنی کتاب "کرسچن ڈاکٹرین" یعنی "عقائدِ نصرانیت" میں لکھتا ہے کہ

"چوتھی صدی عیسوی میں کلیسا کے احکام کے مطابق کلیسا کے عمائد اور ڈیکنوں کے انتخاب کو ان عیسائیوں پر محدود کیا گیا جو صرف ایک بیوی رکھتے تھے۔

جان ملٹن آگے لکھتا ہے۔

"اس سے ظاہر ہے کہ کلیسا کے دوسرے ممبروں کو کثیر الازدواجی کی اجازت تھی، اور وہ اس اجازت پر بلا تکلف عمل کرتے تھے"

یہ یقینی امر ہے کہ عیسویت کی اولین صدیوں میں اور قرونِ وسطیٰ میں کثیر الازدواجی عیسائیوں میں عام رائج تھی۔ مشرقی رومی سلطنت کا قریباً ہر بادشاہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھتا تھا۔ ان بادشاہوں کی فہرست دراز ہے۔ اور مشرقی رومی سلطنت یعنی بازنطین حکومت کی کسی تاریخ سے اس امر کا ثبوت مل سکتا ہے۔ شہنشاہ ویلنٹینانس اور کونسٹین ٹیس جو کونسٹینٹائن اعظم کا بیٹا تھا، کئی بیویاں رکھتے تھے۔ کلوتیر شاہ فرانس ہیری برٹوس، داغی بیرگس اس کا بیٹا سب کثیر الازدواج تھے پیپن و شارلیمن مشہور صلیبی مجاہد شاہِ فرانس کو بھی اس فہرست میں شامل کر لینا چاہیے، سینٹ اسپرگنس شاہ شارلیمن کی کئی بیویوں کا ذکر کرتا ہے۔

ارنالفس ہفتم شہنشاہ جرمنی ۸۸۸ء فریڈرک بار بروسہ، فلپ تھیوڈاتس شہنشاہ فرانس مشہور بادشاہ ہیں اور ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے تھے۔ فرینک بادشاہوں کی پہلی نسل میں اکثر بادشاہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے تھے۔ اور شاہ گوتران کی تین بیویاں مسلم تھیں۔ فادر روانیالی فرانسیسی بادشاہوں کی کثیر الازدواجی کا ذکر کرتا ہے۔ اور شاہ ڈیگوبسٹ اول کی تین بیویاں تسلیم کرتا ہے۔ غرض اس قسم کی مثالیں عیسائی تاریخ سے بے شمار مہیا کی جا سکتی ہیں جن سے عیسائی محققین ان عیسائی

بادشاہوں سے عیسائی قوانین کے مطابق شادی شدہ تھیں۔ عوام بھی علیٰ ہذا القیاس کثیر الازدواجی جائز خیال کرتے تھے۔ اور حسب ضرورت اس پر عمل پیرا تھے۔ ایک بیوی بیاہنے کا قانون عیسائیت سے پہلے سلطنتِ روما کا قانون تھا۔ جو عیسائی یورپ نے ورثہ میں لیا۔ لیکن اگرچہ روایتی تعصب اور زندگی کی عام آسانی ایک بیوی کے اصول کے حق میں تھی عیسائی مذہب میں کثیر الازدواجی کی اجازت مذہبی طور پر ہمیشہ رہی ہے اور عیسائی مذہبی اکابرین نے کبھی اس سے انکار نہیں کیا۔

عیسائی فرقہ انابیپٹسٹ کثیر الازدواجی کے حق میں تھا۔ انیسویں صدی میں امریکہ میں ایک عیسائی فرقہ ظہور میں آیا جس کا نام مورمن ہے۔ انھوں نے اولین عیسائیت کی روایات کا احیا کیا اور کثیر الازدواجی کو دوبارہ علی الاعلان رائج کیا۔ یہ فرقہ بیسویں صدی کے شروع میں بھی کثیر الازدواجی پر عمل پیرا تھا۔ آخر کار ریاستہائے متحدہ امریکہ کی حکومت نے قانوناً اس کثیر الازدواجی کو ممنوع قرار دیا۔

یہ صاف ظاہر ہے کہ کثیر الازدواجی کے مسئلہ میں یہودیت و نصرانیت اور اسلام میں کوئی فرق نہیں۔ اگر ہے تو اتنا کہ پرانے مذاہب میں کثیر الازدواجی کی کوئی حد مقرر نہ تھی۔ اسلام نے چار بیویوں کی حد مقرر کی۔ اور ایک بیوی رکھنے کو ازدواجی زندگی کی اعلیٰ ترین حالت ظاہر کیا ایک سے زیادہ بیوی سے شادی نہ کرنے کی عیسائیوں پر کوئی مذہبی پابندی نہیں ہے۔ بلکہ یہ یورپ کا صرف ملکی قانون ہے۔ اور اگر ہم ان اعداد و شمار پر غور کریں جو یورپ کی جنسی کیفیت کے متعلق پچھلے باب میں بیان کئے گئے ہیں تو ظاہر ہو جائے گا کہ صرف ایک بیوی سے تعلق رکھنے کا ملکی قانون بھی یورپ میں واقعیت کے لحاظ سے محض ایک مُردہ قانون ہے۔ اور جنسی بدنظمی کی حالت میں کثیر الازدواجی کے ساتھ پولی اینڈری بھی شامل ہو جاتی ہے۔

ہمارے خیالات یورپ کے متعلق وہی ہیں جو یورپی قیصریت کے پروپگنڈہ نے یورپ کی عظمت و شوکت ہمارے دلوں پر بٹھانے کے لئے ہمارے سامنے رکھے ہیں۔ اور یورپ کی معاشرتی زندگی کو یورپ کے مذہبی مبلغین نے اس طرح پیش کیا ہے کہ ہمیں اس کو مکمل طور پر

اختیار کرنے کی خواہش ہو۔ اور ہم اس معیاری اور اعلیٰ نما زندگی کو قبول کرنے میں یورپی مذہب کو بھی قبول کر لیں۔ یورپ کی کامیابی اور ہماری سیاسی مجبوری بھی ہمارے ذہن کو نقل پر مائل کرتی ہے۔ اور ہمیں اپنی معاشرتی زندگی کے متعلق بے اطمینانی پر مجبور کرتی ہے۔ یورپ کی موجودہ برتری کے وجوہات مقالۂ اول میں بیان ہو چکے ہیں۔ عناصر قوت کا حصول ہی حصولِ قوت پر منتج ہو سکتا ہے۔ معاشرتی زندگی کو یورپ کی معاشرتی زندگی پر ڈھالنے سے وہ سیاسی واقتصادی قوت حاصل نہیں ہو سکتی جس کے ہم متلاشی ہیں۔ کیونکہ اس قوت کے عناصر معاشرتی زندگی سے مختلف ہیں اور بالوضاحت مقالۂ اول میں بیان ہو چکے ہیں۔

مگر خود یورپ کے لوگ اپنی زندگی کی مشکلات سے واقف ہیں۔ اور کئی عیسائی . . . . کثیر الازدواجی کو عیسائیت میں جائز سمجھ کر اس کے حق میں کتابیں لکھتے رہتے ہیں۔ لندن کی "سوسائٹی فار پروموٹنگ کرسچن نالج" ان کتابوں کے جواب لکھتی رہتی ہے۔ مگر وہ حضرات جو یورپی عیسائی زندگی کے اسقام ونقائص سے آگاہ ہیں۔ کثیر الازدواجی کی اجازت میں ہی اپنی فلاح و اصلاح پہچانتے ہیں۔

۱۹۳۳ء میں جے۔ ای۔ کلیٹر میکفارلین نے ایک کتاب "دی کیس فار پولی گامی" لکھی ہے جو یورپ اور خاصکر انگلستان میں کثیر الازدواجی کے اختیار کرنے کے حق میں دلائل پیش کرتی ہے اور اس میں ایک سے زیادہ بیویوں کے نہ رکھ سکنے کے خلاف یورپ کے ملکی قانون کی پرزور مذمت کی گئی ہے۔ یہ کتاب "دی سرچ پبلشنگ کمپنی" لندن نے شائع کی ہے۔ ایسے حضرات کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے جو اس مسئلہ پر صداقت کے متلاشی ہیں، یا یورپ کی زندگی کے متعلق فردوسی نقشے دماغ میں رکھتے ہیں۔ بہر حال کیونکہ یورپ کے متعلق ایک یورپی مصنف کے بیانات قابلِ وقعت ہوتے ہیں۔ اس کتاب کا مطالعہ مفید ضرور ثابت ہو سکتا ہے۔

"دی کیس فار پولی گامی" میں کلیٹر میکفارلین بیان کرتے ہیں کہ انگلستان میں

سنہ ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کے مطابق سترہ لاکھ چھتیس ہزار (۱۷۳۶۰۰۰) عورتیں تعداد میں مردوں سے زیادہ ہیں۔ لیکن ایک سے زیادہ بیویوں کے خلاف قانون نے اتنی عورتوں کے لئے شادی اور اولاد کی خوشی خلافِ قانون بنادی ہے۔ سنہ ۱۹۲۱ء کی ہی مردم شماری کے مطابق پینتالیس لاکھ ستاسی ہزار (۴۵۸۷۰۰۰) عورتیں انگلستان میں ایسی ہیں جو پندرہ اور پینتالیس سال کی عمر کے درمیان ہیں، اور غیر شادی شدہ ہیں۔ ان میں سے چھتیس لاکھ پچپن ہزار (۳۶۵۵۰۰۰) عورتیں ایسی ہیں جن کا کوئی ذاتی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ جب غیر شادی شدہ عورتیں معاش کی تلاش میں مردوں کے مقابلہ میں اترتی ہیں تو لاکھوں مردوں کو اپنی اُجرت اتنی کم کرنی پڑتی ہے کہ وہ اہل وعیال کے اخراجات کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ اس طرح بیکار عورتوں کی تعداد میں اور اضافہ ہوجاتا ہے لیکن جب لاکھوں عورتوں کو مردوں کے علاوہ دوسری عورتوں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے تو "انھیں اس سنگدل خود غرض دنیا سے محض ضروریاتِ حیات حاصل کرنے کے لئے اپنے جسم کو بھی بیچنا پڑتا ہے" عورتوں کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ مرد اپنی بیویوں کو طلاق دے کر ان سے شادی کرلیں۔ بے پردہ سوسائٹی میں مردوں سے ملاقات بڑھانے کے مواقع تو عام ہوتے ہیں۔ خاوندوں کے لئے عورتوں کی اس رقابت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بقول فاضل مصنف

> "اکثر عورتوں کا پچھتر فی صدی وقت ایک خاوند کو حاصل کرنے یا حاصل کرکے اس کو اپنے قابو میں رکھنے پر خرچ ہوجاتا ہے۔ اس طرح عورتوں کے قوائے ذہنی بالکل برباد ہوجاتے ہیں۔ اور ان کے دل بغض وحسد وحشیانہ نفرت وشدید مخاصمتوں اور ذلیل سازشوں کی وجہ سے تنگ اور تاریک رہتے ہیں"

۱۸ اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ء کے دن کے اخبار "سنڈے ایکسپریس" میں درج ہے کہ عدالتوں میں ہر روز نوے طلاق کے مقدمات پیش ہوتے ہیں۔ نیز ان سب غیر شادی شدہ عورتوں کو ناپسندیدہ حمل کے مواقع پیدا ہوسکتے ہیں جن کا نتیجہ خلافِ قانون اسقاط الحمل ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں

عورتوں کی تجارت زندگی کا ایک اور ناخوش کن پہلو ہے جو ان حالات کا لازمی نتیجہ ہے۔

فاضل مصنف میکفارلین افسوس کرتے ہیں کہ عورت پر یہ سب ظلم عیسائیت کے نام پر روا رکھا جاتا ہے۔ انھوں نے ثابت کیا ہے کہ کتاب مقدس کے عہد نامہ عتیق و جدید میں کثیر الازدواجی کی کہیں بھی ممانعت نہیں ہے۔ عیسائی کثیر الازدواج پیغمبروں کے الہامات کو خدائی احکام تصور کرتے ہوئے کثیر الازدواجی کے خلاف ہیں۔ پھر یہی مصنف فرماتے ہیں۔

"ہم صرف اپنی عورتوں کو فاحشہ بنانے پر اکتفا نہیں کرتے۔ بلکہ جہاں جہاں ہم عیسیٰ علیہ السلام مسیح کا پیغام لے جاتے ہیں۔ ہم اس کے ساتھ اپنا معاشرتی نظام بھی لے جاتے ہیں اور غیر مسیحیوں کو آمادہ کرتے ہیں کہ وہ بھی ہماری طرح اپنی عورتوں کو بازاروں میں دھکیل دیں تاکہ وہ بھی ہماری عورتوں کی طرح بے خانماں زنانِ بازاری بن جائیں (ص ۶۵)

• •

اور آگے بیان کرتے ہیں۔

"لیکن ہمارا کلیسا ایک رہنما محافظ کی بجائے ایک ڈکٹیٹر رہا ہے۔ ایک طرف یہ محبت کا پیغام دیتا ہے جس سے شہید اور ولی پیدا ہوں۔ دوسری طرف تلوار چلاتا ہے۔ انسانی روح کو غلام بنانے کے لئے اس نے وحشیانہ جنگ کی ترغیب دی ہے اور ایسی لڑائیاں لڑی ہیں۔ مختلف العقیدہ لوگوں پر خونی مظالم کئے ہیں۔ ارتداد کے بہانے انسانوں کو جلایا ہے اور انسانی غلامی دور کرنے کی شدید مخالفت کی ہے۔" (ص ۹۶)

اور فاضل مصنف کلیسا کے اس رویے کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کرتے ہیں جو کلیسا نے کثیر الازدواجی کے متعلق یعنی اس کے خلاف اختیار کیا ہوا ہے۔ اور وہ اپیل کرتے ہیں کہ زندگی کے روزمرہ مشاہدات کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ کیونکہ روزمرہ کے بین واقعات اس بات کا واضح ثبوت ہیں۔

"کہ باوجود مذہبی مجبوری کے مردوں سے ایک بیوی کے قانون کی متابعت نہیں کرائی جا سکتی۔ ... ہمارے ملک اور اپنے ممالک میں جہاں کثیر الازدواجی کا

رواج ہے۔ فرق صرف یہی ہے کہ وہ ایمانداری اور صاف گوئی سے کام لیتے ہیں اور ہم منافقت پر مجبور ہیں"

غالباً اس کتاب سے زیادہ اقتباسات کی ضرورت نہیں۔ سب کچھ جو فاضل مصنف یورپ کی تشنۂ جنسیت عورتوں کے متعلق مشاہدہ کی بنا پر تحریر کرتے ہیں اس مختصر مقالہ میں بیان نہیں ہو سکتا مگر جو کچھ بیان ہو چکا ہے اس سے اسلامی اصولوں کی برتری اور اعتدال پسندی واضح ہے۔

فطرت کے قوانین سے بھی کثیر الازدواجی کی اجازت کی ضرورت کو ثابت کیا جا سکتا ہے مگر میں نے ایسے دلائل کو اس لئے نظر انداز کر دیا ہے کیونکہ سب مسلمان کثیر الازدواجی کے حق میں واضح فطرتی براہین سے واقف ہوتے ہیں۔ حمل کے خاصکر آخری ایام میں، چلہ میں۔ اور بچہ کو دودھ دینے کی مدت میں۔ ممنوعہ حالات میں عورت ازدواجی فرائض سرانجام نہیں دے سکتی۔ اور مردوں کی ایک اقلیت ایسی ہے جو اگر کثیر الازدواجی کی اجازت نہ ہو تو جنسی بدنظمیوں پر مجبور ہو جائے گی۔ لہذا ایک قوم کی معاشرتی پاکیزگی صرف محدود کثیر الازدواجی سے ہی قائم رہ سکتی ہے اگر دراز جنگ یا اس لئے کہ زندگی کی کٹھن ذمہ داریاں مرد پر عورت کی نسبت زیادہ ہیں، یا اور اتفاقی وجوہات سے عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہو جائے تو قوم کو اخلاقی اور نسلی بربادی سے روکنے کا واحد علاج صرف کثیر الازدواجی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ کے کئی مفکرین کثیر الازدواجی کے حق میں ہیں۔

پہلی بیوی کو صرف اس لئے طلاق دیدینا کیونکہ مرد کو دوسری عورت سے نکاح کرنے کی خواہش یا ضرورت ہے۔ پہلی بیوی اور اس کی اولاد سے سخت ناانصافی ہے کیونکہ غالباً اس وقت تک پہلی بیوی گھر کے آرام اور بچوں کی پیدائش کی وجہ سے آزادانہ روزی کمانے کے قابل نہیں رہتی۔ کسی دوسری عورت کے ساتھ جنسی تعلقات رکھنا اور اس کو بیاہ نہ سکنا، کیونکہ سوسائٹی دوسری عورت سے نکاح کی اجازت نہیں دیتی اس کو اور اپنے آپ کو اور سوسائٹی کو اخلاقی ذلت میں کھینچتا ہے۔ اور اپنی اولاد کو جو دوسری عورت سے ہو

ورثہ سے محروم کرنے کے علاوہ ذلت اور خواری میں دھکیلنا ہے، جو سراسر ظلم اور بے انصافی ہے۔ یہ مانتے ہوئے بھی کہ ایک عورت اور ایک مرد کا مستقل نکاح اعلیٰ ترین ازدواجی حالت ہے۔ کثیر الازدواجی کی اسلامی قسم کی محدود اجازت کا ہونا قومی و نسلی پاکیزگی کے لئے سخت ضروری ہے۔

اسلام فطرت اور اخلاقی پاکیزگی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے محدود کثیر الازدواجی کی اجازت دیتا ہے۔ اور اس حالت میں بیویوں کے درمیان سخت انصاف اور مکمل انصاف کا حکم دیتا ہے۔ جو کڑی شرط ہے۔ اور جو دوسرے مذاہب میں نہیں ہے۔ یہ حالات ان حالات سے بہت بہتر ہیں جہاں ایک سے زیادہ بیوی نہ کر سکنے کی قانونی مجبوری صرف جنسی بدنظمی، بے سود طلاقیں، بے ورثہ و ناجائز اولاد، معاشرتی ابتری اور منافقت پیدا کرتی ہے۔

میں اس مقالہ کو کینن آئزیک ٹیلر کے ان الفاظ پر ختم کرتا ہوں جو انھوں نے انگلستان کی چرچ کانگرس کو خطبہ دیتے ہوئے فرمائے تھے اور جو "ٹائمز" سے ماخوذ ہیں۔

> "مسلمان ممالک میں کثیر الازدواجی کے عمل میں نہایت سخت ضبط و نظم برتا جاتا ہے اور یہ کثیر الازدواجی اس پولی اینڈری کے مقابلہ میں جو یورپی شہروں کی لعنت ہے اور جو اسلام میں بالکل نہیں پائی جاتی عورتوں کے لئے بہت کم باعثِ ذلت اور مردوں کے لئے بہت کم باعثِ نقصان ہے۔"